

”جو نالہ سوزِ جگر سے اٹھتا ہے، میں نے اس کی تاثیر ہر جگہ جدا
 جدا دیکھی۔ مگر می اس نالے کے اثر سے جل کر خاکستر بن گئی۔ بلبل
 نے اس سے رنگ جمع کر لیے۔ اس کے اندر زندگی کی آغوش میں
 ایک موت ہے۔ یہاں ایک نفس زندگی ہے اور وہاں موت۔
 ایسا رنگ کہ اثرِ رنگی (رنگوں کی گونا گونی) اسی سے ہے۔ ایسا
 رنگ کہ بے رنگی اسی سے ہے۔ تو نہیں جانتا۔ یہ رنگ و بو کا مقام
 ہے اور ہر دل کو اس کی یاد ہووے کے مطابق حصہ ملتا ہے۔ یا تو
 رنگ اختیار کر لے یا بے رنگی کو مسلک بنا لے تاکہ تو سوزِ جگر سے
 ایک نشان پالے۔“

۶۔ **شرح :** اے محبوب! تیری عادت نے دل کا سارا جوش و خروش
 افسردہ کر ڈالا۔ تو حسین ہے، محبوب ہے، لیکن کتنے تعجب کا مقام ہے کہ
 طبیعت حد درجہ ٹھنڈی پائی ہے۔ نہ ناز، نہ انداز، نہ غمزہ، نہ عشوہ، نہ
 چھیڑ چھاڑ، نہ جوڑ و ستم، غرض محبت کا ہر معاملہ ختم کر دیا۔ اب تو ہی بتا کہ اس
 عادت میں میرا جوش و خروش کیونکر باقی رہ سکتا تھا؟ آرزوؤں کے سب چراغ
 گل ہو گئے۔ محبت کے عام و لوے ٹھنڈے پڑ گئے۔ میرے لیے کتنی بڑی
 مصیبت ہے۔

۷۔ **لغات :** دستِ ترِ سنگ آمدہ : بھاری پتھر کے نیچے
 آیا ہوا ہاتھ۔

شرح : ہم محبت کے پھندے میں گرفتار ہیں اور مجبوری سے وفا
 کا پیمانہ نباتے چلے جا رہے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارا ہاتھ ایک بھاری پتھر
 کے نیچے آگیا ہے۔ کھینچیں تو نجات نہیں پاسکتے۔ پتھر کو اٹھانا چاہیں تو اٹھا
 نہیں سکتے۔ بہر حال اس پیمان کو آخر تک پہنچائیں گے۔

۸۔ **شرح :** محبوب کی تیغِ ستم اک السا آئینہ سے، جس میں باطن کی